

از عدالتِ عظمیٰ

جگدیش نارائن ودیگر

بنام

ریاست یو۔پی۔

تاریخ فیصلہ: 12 مارچ، 1996

[ڈاکٹر اے ایس آنند اور ایم کے مکھرجی، جسٹس صاحبان]

تقریرات ہند، 1860:

دفعات 148، 302/34، 302/149 - پانچ افراد پر قتلِ عمد کا الزام - ٹرائل کورٹ کے ذریعے
بری ہونے کا فیصلہ - اپیل - اپیل زیر التواء دو ملزموں کی موت ہو گئی - عدالتِ عالیہ نے ایک ملزم کو
بری کر دیا اور باقی دو کو دفعات 148 اور 302/149 کے تحت مجرم قرار دیا - قرار پایا کہ، عدالت
عالیہ دفعات 148 اور 302/149 کے تحت اثباتِ جرم ریکارڈ کرنے میں درست نہیں ہے - دفعہ
148 کے تحت سزا کو کالعدم قرار دیا گیا - دفعہ 302/149 کے تحت سزا کو دفعہ 302/34 کے
تحت ایک میں تبدیل کر دیا گیا۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری

دفعات 157، 161، 162، 379 - قتلِ عمد کا جرم - تفتیشی افسر کے ذریعہ تیار کردہ نقشہ موقعہ - وہ
جگہ جہاں سے گولیاں چلائی گئیں نقشہ موقعہ میں نہیں دکھائی گئیں - قرار پایا کہ، تحقیقات کو اس بنیاد
پر غلط نہیں ٹھہرایا جاسکتا، کیونکہ تفتیشی افسر واقعے کا گواہ نہیں تھا اور اگر اس نے گواہوں سے پتہ
لگانے کے بعد جگہ دکھائی ہوتی تو اسے دفعہ 162 کا نشانہ بنایا جاتا۔

ایویڈنس ایکٹ، 1872:

دفعہ 60 - تفتیشی افسر کے ذریعہ تیار کردہ نقشہ موقعہ - کامواد - ثبوت کی اہمیت - وضاحت شدہ۔
اپیل کنندہ نمبر 1، اس کے دو بیٹوں اور دو دوستوں کے ساتھ، جن میں سے ایک اپیل کنندہ
نمبر 2 تھا، پر اس کے سوتیلے بھائی، گواہ استغاثان کے والد کے فسادات اور قتلِ عمد کا مقدمہ چلایا

گیا۔ استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ واقعے کی تاریخ کو جب گواہ استغاثہ 1، اس کے والد اور ایک نوکر (گواہ استغاثہ 2) ہیل گاڑی میں گئے لے کر مل کی طرف جا رہے تھے، تو بند و قوں سمیت مہلک ہتھیاروں سے لیس پانچوں ملزموں نے انہیں روک دیا۔ اپیل کنندہ نمبر 1 نے گواہ استغاثہ 1 کے والد پر گولی چلائی جو پیدل ریڑھے کے پیچھے چل رہا تھا اور ان کے پاس بندوق بھی تھی۔ متاثرہ شخص نیچے گر گیا اور اپیل کنندہ نمبر 1 کے دو بیٹوں کی تاکید پر، اپیل کنندہ نمبر 2 نے گولی چلائی جو متاثرہ شخص کو لگا۔ اس کے بعد شری پسندوں نے متوفی گواہ استغاثان کی بندوق کے ساتھ فرار ہو گئے۔ گواہ استغاثہ نمبر 1 نے ابتدائی اطلاقی رپورٹ درج کرائی، جس پر مقدمہ درج ہوا، اور استغاثہ کے گواہ استغاثہ نمبر 6 نے تفتیش کا آغاز کیا، جو بالآخر پانچ ملزمان کی سنوائی پر منتج ہوئی۔

ٹرائل کورٹ نے ملزم کو یہ کہتے ہوئے بری کر دیا کہ چشم دید گواہوں کے شواہد اور مجموعہ ضابطہ فوجداری 161 کے تحت درج کیے گئے ان کے بیانات میں تضادات ہیں اور یہ کہ تحقیقات ناقص تھی کیونکہ تفتیشی افسر نے نقشہ موقعہ میں وہ جگہ نہیں دکھائی جہاں سے گولیاں چلائی گئیں۔ ریاست نے عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی۔ اسی دوران دو ملزموں کی موت ہو گئی۔ عدالت عالیہ نے بقیہ ملزموں میں سے ایک کو بری کر دیا لیکن اپیل گزاروں کے بری ہونے کے فیصلے کو پلٹ دیا اور انہیں مجرم قرار دیا اور انہیں مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعات 148 اور 304 کے تحت سزا سنائی۔

نالوں ہو کر، اپیل گزاروں نے اپیل دائر کی۔

اپیل کو خارج کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1. عدالت عالیہ کا موقف درست تھا کہ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ اپیل گزاروں کی طرف سے دو گولیاں چلانے کی وجہ سے متاثرہ شخص کی موت ہو گئی؛ اور یہ کہ ٹرائل کورٹ کی طرف سے بتائی گئی خامی کسی بھی طرح سے چشم دید گواہوں کے ثبوت کو ذائل نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی اس سے استغاثہ کا مقدمہ متاثر ہو سکتا تھا۔ وہ تضادات جنہوں نے ٹرائل کورٹ کو تفتیشی افسر کے سامنے کچھ بیانات دینے سے متعلق چشم دید گواہوں پر یقین نہ کرنے پر آمادہ کیا، جو انہوں نے عدالت کے سامنے دیے تھے۔ غلطیاں اتنی معمولی اور غیر اہم تھیں کہ وہ بالکل بھی تضادات کے مترادف نہیں تھیں۔

2.1. گواہ استغاثہ 1 اور 2 دونوں سب سے زیادہ ممکنہ گواہ تھے، کیونکہ وہ مادی وقت پر متوفی کے ساتھ تھے اور تفصیلی تلاشی کے جرح کے باوجود دفاع کی طرف سے انہیں بدنام کرنے یا ان کی تردید کرنے کے لیے کچھ نہیں کیا جاسکا۔

2.2. اس کے علاوہ، ابتدائی اطلائی رپورٹ کہ گواہ استغاثہ 1 نے واقعے کے آدھے گھنٹے کے اندر فوری طور پر درج کیا، گواہ استغاثان کی مکمل تصدیق کرتا ہے۔ ڈاکٹر کا ثبوت جس نے پوسٹ مارٹم کیا اور متوفی کے شخص پر گولی کے دوزخ پائے وہ بھی مذکورہ بالا دو چشم دید گواہوں کے ثبوت کی تصدیق کرتا ہے۔

3.1. جب واقعہ پیش آیا تو تفتیشی افسر جائے وقوعہ پر موجود نہیں تھا؛ اور نقشہ موقعہ میں اگر اس نے چشم دید گواہوں سے اس بات کا پتہ لگانے کے بعد وہ جگہ بھی دکھائی ہوتی جہاں سے مبینہ طور پر گولیاں چلائی گئی تھیں، تو اسے دفعہ 162 مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ذریعے مارنے کے ثبوت میں تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا۔

3.2. تاہم، اگر کسی دیئے گئے معاملے میں نقشہ موقعہ کسی خاکہ نگار کے ذریعے تیار کیا جاتا ہے۔ نہ کہ تفتیشی افسر کے ذریعہ۔ اس جگہ کے بارے میں اندراجات جہاں سے گولیاں چلائی گئیں یا دوسرے گواہوں سے حاصل کردہ دیگر تفصیلات مصدقہ ثبوت کے طور پر قابل قبول ہوں گی۔

توری سنگھ بنام ریاست یوپی، اے آئی آر (1962) ایس سی 399، پر انحصار کیا۔

4. عدالت عالیہ نے ایک ملزم کو بری کرنے کے بعد اپیل گزاروں کو دفعہ 148 اور تعزیرات ہند کے تحت سزا سنانا قانونی طور پر جائز نہیں تھا کیونکہ استغاثہ کا یہ مثبت معاملہ تھا کہ صرف پانچ ملزم شریک تھے۔ چونکہ جس طریقے سے واقعہ پیش آیا اس سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل گزاروں کا قتل عمد کرنے کا مشترکہ ارادہ تھا، اس لیے وہ تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کی مدد سے قتل عمد کے جرم کے ذمہ دار ہیں۔ ان کی اثبات جرم کو دفعہ 34/302 تعزیرات ہند کے تحت ایک میں تبدیل کر دیا گیا ہے، لیکن عمر قید کی سزا کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 489، سال 1995۔

اے نمبر 2573، سال 1980 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 16.12.94 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے کے جنجانی۔

جواب دہندگان کے لیے انیس احمد خان اور اے ایس پنڈیر۔

عدالت کا فیصلہ ایم کے کھر جی جسٹس نے سنایا۔

اپیل کنندہ نمبر 1 جگدیش نارائن، اس کے دو بیٹوں اودیش اور اویناش اور دو دوستوں رمیشور دیال، اپیل کنندہ نمبر 2، اور سوریا پرکاش کے ساتھ اپنے سوتیلے بھائی جتیندر ناتھ کے فسادات اور قتل عہد کے الزام میں ایڈیشنل سیشن جج، پبلی بیھٹ نے مقدمہ چلایا۔ مقدمے کی سماعت بری ہونے پر ختم ہوئی اور اس سے نالاں ہو کر ریاست نے اپیل کو ترجیح دی۔ اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران اودیش اور سوریا پرکاش کی موت ہو گئی اور اس کے نتیجے میں ان کی اپیل ختم ہو گئی۔ جہاں تک باقیوں کا تعلق ہے، عدالت عالیہ نے اویناش کے بری ہونے کے فیصلے کی توثیق کی لیکن دو اپیل گزاروں (اس میں مدعا علیہان) کو الٹ دیا اور انہیں سزا سنائی اور انہیں تعزیرات ہند کی دفعہ 149 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 148 اور 302 کے تحت سزا سنائی۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 379 کے تحت پیش کی گئی اس اپیل میں اثباتِ جرم اور سزا کے مذکورہ حکم کو چیلنج کیا گیا ہے۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ ہے کہ 11 فروری 1977 کو متوفی، اس کا بیٹا اچل کمار (گواہ استغاثہ 1) اور اس کا نوکر دیوی رام (گواہ استغاثہ 2) اپنے گاؤں مار سے بیل گاڑی میں گئے کو وزن کرنے کے لیے بلساڈا کی ایک مل میں لے جا رہے تھے۔ جب کہ گواہ استغاثہ 1 اور 2 بیل گاڑی میں تھے اور بعد والا اسے چلا رہا تھا، متوفی پیدل گاڑی کے پیچھے چل رہا تھا۔ دوپہر 2 بجے یا اس کے قریب جب ریڑھا کچھ روڈ پر واقع ایک پل کو عبور کرنے کے بعد ایک رام اوتر کے کھیت کے قریب پہنچی تو پانچ ملزم افراد مہلک بندوقوں سے لیس تنکے کے ڈھیر کے پیچھے سے باہر آئے۔ پھر اپیل کنندہ نمبر 1 نے جتیندر ناتھ پر گولی چلا کر اسے نیچے گرادیا۔ مرحوم کے ہاتھ سے بندوق بھی گر گئی۔ اویناش اور اودیش کی ترغیب پر، اپیل کنندہ نمبر 2 نے جتیندر ناتھ کو بھی گولی مار کر نشانہ بنایا۔ اس کے بعد شرپسند متوفی کی بندوق لے کر فرار ہو گئے۔

اچل کمار (گواہ استغاثہ 1) پھر بلسانڈ پولیس اسٹیشن پہنچا، جو ایک میل کے فاصلے پر تھا، اور اس واقعے کے بارے میں اطلاع درج کرائی۔ اس اطلاع پر ملزم افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا اور انسپکٹر ڈی آر تھاپلیال (گواہ استغاثہ 6) نے تفتیش شروع کی۔ وہ دوسرے پولیس اہلکاروں کے ساتھ جائے وقوعہ پر گیا اور لاش کی تفتیش کے بعد اسے پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا۔ اس نے نقشہ موقعہ تیار کیا اور موقعہ سے کچھ خون آلود مٹی، دو چہرے اور ایک جوڑا جوتے ضبط کیے۔ تفتیش مکمل ہونے پر، اس نے ملزموں کے خلاف فردِ قرار داد جرم پیش کی اور مقررہ وقت پر مقدمہ سیشن عدالت کے حوالے کر دیا گیا۔

ملزموں نے اپنے خلاف لگائے گئے الزامات میں قصور وار نہ ہونے کی استدعا کی اور ان کا دفاع یہ تھا کہ انہیں جھوٹا پھنسا یا گیا تھا۔

ملزموں کے خلاف لگائے گئے الزامات کو برقرار رکھنے کے لیے استغاثہ نے اچل کمار (گواہ استغاثہ 1) اور دیوی رام (گواہ استغاثہ 2)، جو مبینہ طور پر ریڑھے میں تھے، اور دیارام (گواہ استغاثہ 3) کے چشم دید بیانات پر انحصار کیا جس نے دعویٰ کیا کہ وہ مادی وقت پر سڑک سے گزر رہا تھا۔ اس کے علاوہ، استغاثہ نے ڈاکٹر، جس نے متوفی کا پوسٹ مارٹم کیا، تفتیشی افسر اور کچھ دیگر باضابطہ گواہوں کا معائنہ کیا۔ ٹرائل کورٹ کے ساتھ چشم دید گواہوں کے شواہد اور اس معاملے میں استغاثہ کے مقدمے پر یقین نہ کرنے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(i) چشم دید گواہوں کی شہادتوں کی دفعہ 161 مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت درج کیے گئے ان کے سابقہ بیانات سے متضاد تھی۔؛

(ii) اگرچہ چشم دید گواہوں کے مطابق متوفی پر حملہ اس وقت کیا گیا جب وہ (سیت) سڑک پر جا رہا تھا۔ اس کی لاش کھیت (رام اوتر کی) سے ملی اور استغاثہ نے اس بے ضابطگی کو دور کرنے کے لیے کوئی وضاحت پیش نہیں کی۔

(iii) اگرچہ تفتیشی افسر نے اعتراف کیا کہ وہ شروع سے ہی اس جگہ کی اہمیت کے بارے میں جانتا تھا جہاں سے گولیاں چلائی گئیں، لیکن اس نے نقشہ موقعہ میں اس جگہ کی نشاندہی نہیں کی جو اس نے تیار کی تھی اور اس طرح کی ناکامی نے تحقیقات کو ناقص اور مشکوک بنا دیا۔

(iv) تفتیشی افسر کی طرف سے یہ معلوم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ لاش کے قریب پائے گئے جوتوں کا جوڑا کس کا ہے؛ اور

(v) ملزم افراد کی جانب سے متعدد دستاویزات دائر کی گئیں تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ متوفی کی دوسرے افراد سے بھی دشمنی تھی اور اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صرف وہی افراد تھے جن کا جیتندرناتھ کے قتلِ عمد کا ارتکاب کرنے کا امکان تھا، خاص طور پر جب وہ ہندو سے لیس تھا۔

حکم برأت کو الٹتے ہوئے اور متنازعہ حکم کو منظور کرتے ہوئے عدالت عالیہ نے سب سے پہلے مذکورہ بالانتاج کی روشنی میں شواہد کا دوبارہ جائزہ لیا اور یہ ظاہر کیا کہ ان میں سے ہر ایک غلط تھا۔ اس کے بعد اس نے تین چشم دید گواہوں کے شواہد پر غور کیا تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ آیا اثباتِ جرم کی بنیاد پر اس پر محفوظ طریقے سے انحصار کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے غور و فکر پر عدالت عالیہ نے پایا کہ گواہ استغاثہ 1 اور 2 سب سے زیادہ ممکنہ اور فطری گواہ تھے اور ان کے ثبوت قابل اعتبار تھے۔ تاہم عدالت عالیہ نے استغاثہ کے 3 گواہوں کے ثبوت کو غور سے باہر چھوڑ دیا کیونکہ اس کے مطابق وہ آزاد گواہ نہیں تھا۔ عدالت عالیہ نے مزید پایا کہ گواہ استغاثہ 1 کے شواہد کی ابتدائی اطلائی رپورٹ کے ذریعے مکمل تصدیق ہوئی جو واقعے کے آدھے گھنٹے کے اندر درج کی گئی تھی اور گواہ استغاثہ 1 اور 2 دونوں کے شواہد کی طبی شواہد سے تصدیق ہوئی۔

چونکہ یہ ایک قانونی اپیل ہے، ہم نے خود استغاثہ کی پیش کردہ شہادت (جبکہ دفاع کی جانب سے کوئی شہادت پیش نہیں کی گئی)، خاص طور پر گواہ استغاثہ نمبر 1 اور 2 کی گواہی کو، زیریں عدالتوں کے فیصلوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، باریک بینی سے جانچا ہے؛ اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اپیل گزاروں کو بری کرنے کے لیے ٹرائل کورٹ کی طرف سے پیش کردہ کسی بھی بنیاد کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔ وہ تضادات جنہوں نے ٹرائل کورٹ کو تفتیشی افسر کے سامنے کچھ بیانات دینے سے متعلق چشم دید گواہوں پر یقین نہ کرنے پر آمادہ کیا، جو انہوں نے عدالت کے سامنے دیے تھے۔ اس پر غور کرنے پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خامیاں اتنی معمولی اور غیر اہم تھیں کہ وہ بالکل بھی تضادات کے مترادف نہیں تھیں۔ اس فیصلے کی اہمیت سے بچنے کے لیے ہم، تاہم، ان کی تفصیل سے گریز کرتے ہیں سوائے ایک کا حوالہ دینے کے، اس سلسلے میں ٹرائل کورٹ کے مکمل طور پر غلط نقطہ نظر کی وضاحت کرنے کے لیے گواہ استغاثان 2 نے گواہی دی کہ کارٹ چلاتے وقت وہ گنے کے بندلوں پر بیٹھا تھا لیکن دفعہ 161 مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت درج اپنے بیان میں اس نے یہ نہیں

کہا کہ وہ اتنا بیٹھا ہوا تھا۔ درحقیقت، یہ صرف اس معمولی غلطی کی وجہ سے ہے کہ ٹرائل کورٹ نے گواہ استغاثان کے ثبوت کو مکمل طور پر ناقابل اعتماد پایا۔

جہاں تک ٹرائل کورٹ کے اس تبصرے بذریعے تعلق ہے کہ استغاثہ نے اس جگہ کے بارے میں بے ضابطگی کو دور کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جہاں متوفی پر حملہ کیا گیا تھا اور اس کی لاش ملی تھی، ہم عدالت عالیہ کے ان مشاہدات سے مکمل قرار داد ہیں کہ مذکورہ تبصرہ ثبوت پر غور نہ کرنے بذریعے نتیجہ تھا گواہ استغاثان 1 نے گواہی دی کہ جب گاڑی کچھ روڈ پر آگے بڑھ رہی تھی اور وہ اس جگہ پر پہنچ گئی تھی جہاں سڑک مشرق کی طرف مڑی تھی، اس کے والد پگڈنڈی (پہاڑی پیچیدہ راستہ) کی طرف چلے گئے جو رام اوتر کے میدان سے گزرتا ہے۔ گواہ استغاثہ 6 کے شواہد کے مطابق، جو غیر متزلزل رہے، جیندر کی لاش پگڈنڈی کے قریب پڑی پائی گئی اور اس نے وہاں تفتیش کی۔ گواہ استغاثان کے شواہد اس طرح واضح طور پر ثابت کرتے ہیں کہ جیندر ناتھ کی موت اس جگہ پر ہوئی جہاں ان کی لاش پڑی تھی۔ اس لیے اس سلسلے میں ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو متضاد کہا جانا چاہیے۔

تفتیشی افسر کی جانب سے تیار کردہ نقشہ موقعہ میں اس جگہ کی نشاندہی کرنے میں ناکامی کے بارے میں ٹرائل کورٹ کی اگلی تنقید کا جواب دیتے ہوئے جہاں سے اپیل گزاروں نے مبینہ طور پر گولیاں چلائی تھیں اور اس کے نتیجے میں تحقیقات پر ہی اثر پڑتا ہے، عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا کہ اس طرح کی ناکامی چشم دید گواہوں کی سچائی سے ہٹی نہیں ہے اور صرف تفتیشی افسر کی طرف سے غلطی کے مترادف ہے۔ ہماری رائے میں نہ تو ٹرائل کورٹ کی تنقید اور نہ ہی عدالت عالیہ کی طرف سے اس کی تردید میں بیان کردہ وجہ کو قانونی طور پر برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ نقشہ موقعہ تیار کرتے وقت ایک تفتیشی پولیس افسر جو کچھ دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے اسے یقینی طور پر ریکارڈ کر سکتا ہے، کیونکہ یہ اس کے ذاتی علم پر مبنی براہ راست اور ٹھوس ثبوت ہوگا۔ لیکن چونکہ، جب واقعہ پیش آیا تو وہ واضح طور پر موجود نہیں تھا، اس لیے اسے ان افراد سے علم حاصل کرنا ہوگا جنہوں نے واقعہ دیکھا تھا کہ یہ کب، کہاں اور کیسے ہوا۔ جب کوئی گواہ کسی اور سے سنی ہوئی بات کے بارے میں گواہی دیتا ہے تو یہ عام طور پر سنی ہوئی بات ہونے کے ثبوت میں قابل قبول نہیں ہے، لیکن اگر جس شخص کے بارے میں اس نے سنا ہے اس سے ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 60 کے معنی میں براہ راست ثبوت دینے کے لیے جانچ کی جاتی ہے، تو سابق کا ثبوت مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 157 کے مطابق مؤخر الذکر کی

تصدیق کرنے کے لیے قابل قبول ہو گا۔ تاہم کسی پولیس افسر کو دیا گیا ایسا بیان، جب وہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے باب XII کے مطابق کسی جرم کی تحقیقات کر رہا ہو، اس باب میں ظاہر ہونے والے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 162 (1) میں پابندی کے پیش نظر اس کے بنانے والے کی تصدیق کرنے کے لیے بھی استعمال نہیں کیا جاسکتا اور اسے صرف اس کی شق کے مطابق اس (بنانے والے) سے متضاد کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، سوائے ان معاملات کے جہاں دفعہ کی ذیلی دفعہ (2) لاگو ہوتی ہے۔ اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اگر نقشہ موقعہ میں گواہ استغاثان 6 نے چشم دید گواہوں سے اس بات کا پتہ لگانے کے بعد وہ جگہ بھی دکھائی تھی جہاں سے مبینہ طور پر گولیاں چلائی گئیں تھیں تو اسے دفعہ 162 مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ذریعے مارے جانے والے شواہد میں تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس موضوع پر قانون کو اس عدالت کے تین ججوں کی بنچ نے توری سنگھ بنام ریاست یوپی، اے آئی آر (1962) ایس سی 399 میں مختصر طور پر بیان کیا ہے۔ اس معاملے میں ایپل کنندہ کی جانب سے اس میں دلیل دی گئی کہ اگر کوئی خاکہ کے نقشے کو دیکھے، جس جگہ پر متوفی کو مارا گیا تھا، اور اس کا موازنہ گواہ استغاثان کے بیانات اور طبی شواہد سے کیا جائے، یہ انتہائی غیر ممکن ہو گا کہ مرحوم کو پہنچنے والی چوٹ جسم کے اسی حصے پر آتی جہاں وہ حقیقتاً لگی، اگر مرحوم نقشے میں نشان زدہ مقام پر موجود ہوتا۔ مذکورہ بالا دلیل کو پسپا کرتے ہوئے اس عدالت نے دیگر باتوں کے ساتھ مشاہدہ کیا:

"خاکے کے نقشے پر نشان سب انسپکٹر نے لگایا تھا جو ظاہر ہے کہ اس واقعے کا چشم دید گواہ نہیں تھا۔ وہ چشم دید گواہوں کے بیانات لینے کے بعد ہی اسے وہاں رکھ سکتا تھا۔ خاکے کے نقشے پر جگہ کا نشان لگانا واقعی گواہوں کے بیانات کی بنیاد پر سب انسپکٹر کے نتیجے کو ریکارڈ پر لا رہا ہے۔ ہماری رائے میں یہ مجموعہ ضابطہ فوجداری 162 کی توضیحات کے پیش نظر قابل قبول نہیں ہو گا، کیونکہ یہ عملی طور پر سب انسپکٹر کے بیان سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ چشم دید گواہوں نے اسے بتایا کہ متوفی اس وقت ایسی اور ایسی جگہ پر تھا جب اسے مارا گیا تھا۔ خاکہ نقشہ اس حد تک قابل قبول ہو گا جب تک کہ یہ سب اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ سب انسپکٹر نے خود کو موقع پر دیکھا تھا؛ لیکن گواہوں کے ذریعے سب انسپکٹر کو دیے گئے بیانات کی بنیاد پر خاکہ نقشے پر لگایا گیا کوئی بھی نشان مجموعہ ضابطہ فوجداری 162 کی واضح توضیحات کے پیش نظر قابل قبول نہیں ہو گا کیونکہ یہ تحقیقات کے دوران پولیس کو دیے گئے بیان سے زیادہ نہیں ہو گا۔"

(زیر تاکید)

اگرچہ اس نکتے پر، یہ ذکر کرنا مناسب ہو گا کہ اگر کسی دیئے گئے معاملے میں نقشہ موقعہ کسی خاکہ نگار کے ذریعہ تیار کیا گیا ہے۔ نہ کہ تفتیشی افسر کے اندراجات کے ذریعہ جس جگہ سے گولیاں چلائی گئیں تھیں یا دیگر گواہوں سے حاصل کردہ دیگر تفصیلات مصدقہ ثبوت کے طور پر قابل قبول ہوں گی جیسا کہ اس عدالت نے توری سنگھ کے معاملے (اوپر) میں مندرجہ ذیل اقتباس میں مشاہدہ کیا ہے:

"اس عدالت کو ایک خاکہ نگار کی طرف سے تیار کردہ منصوبے کی قبولیت پر غور کرنے کا موقع ملا جس میں گواہوں سے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ جرم کے وقت حملہ آور اور متاثرین کہاں کھڑے تھے، خاکہ نگار نے نقشے میں مقامات کو دکھایا، سانتا سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1956) ایس سی 526 میں۔ یہ قرار دیا گیا کہ پیمانے پر تیار کیا گیا ایسا منصوبہ قابل قبول ہے اگر گواہوں نے خاکہ نگار کے بیانات کی تصدیق کی کہ انہوں نے اسے جگہیں دکھائی ہیں اور مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 162 سے متاثر نہیں ہوں گے۔"

(زیر تاکید)

ٹرائل کورٹ کو تفتیشی افسر کی جانب سے یہ معلوم کرنے میں ناکامی سے بھی زیادہ فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے تھا کہ لاش کے قریب پائے گئے جوتوں کا جوڑا کس کا تھا، استغاثہ نے اپنا مقدمہ چشم دید گواہوں پر رکھنا کہ قرینی شہادت پر۔ اگر استغاثہ نے اپیل گزاروں کے خلاف لگائے گئے الزام کو قرینی شہادت سے ثابت کرنے کا ارادہ کیا ہوتا، تو اس صورت حال کا ثبوت کہ جوتے ان میں سے کسی ایک کے تھے، یقینی طور پر مجرمانہ ہوتا لیکن جب استغاثہ نے چشم دید گواہوں کے ثبوت پر اپنا مقدمہ روک دیا تو یہ سوال اس لمحے کا نہیں تھا۔ کسی بھی صورت میں، جیسا کہ ٹرائل کورٹ کی طرف سے نشاندہی کی گئی خامی کسی بھی طرح سے چشم دید گواہوں کے ثبوت کو ذائل نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی استغاثہ کے مقدمے کو متاثر کر سکتی تھی، جیسا کہ عدالت عالیہ نے صحیح طور پر مشاہدہ کیا ہے۔

ٹرائل کورٹ کی طرف سے استغاثہ کے مقدمے پر اس حقیقت کے تناظر میں یقین نہ کرنے کی آخری وجہ کہ متوفی کی دیگر اہل سے دشمنی تھی، مضحکہ خیز ہے کیونکہ اس طرح کی عرضی کسی بھی ایسے شخص کے لیے دستیاب ہوتی جس پر قتل عدا کا الزام لگایا گیا ہو۔ لہذا عدالت عالیہ نے یہ مشاہدہ

کرتے ہوئے مکمل طور پر جواز پیش کیا کہ متوفی کی دیگر اس سے دشمنی ہو سکتی ہے لیکن اس سوال کا جواب عدالت کو پیش کردہ شواہد کی بنیاد پر دینا تھا کہ قتلِ عمد کس نے کیا تھا۔

اب ریکارڈ پر موجود شواہد پر آتے ہوئے، ہم دیکھتے ہیں کہ استغاثہ کے دونوں گواہ 1 اور 2 سب سے زیادہ ممکنہ گواہ تھے، کیونکہ وہ مادی وقت پر متوفی کے ساتھ تھے اور تفصیلی تلاشی کے جرح کے باوجود دفاع کی طرف سے ان کو بدنام کرنے یا ان کی تردید کرنے کے لیے کچھ نہیں کیا جا سکا۔ اس کے علاوہ، ہمیں ابتدائی اطلاقی رپورٹ ملتی ہے کہ گواہ استغاثہ 1 نے واقعے کے آدھے گھنٹے کے اندر فوری طور پر درج کیا، گواہ استغاثہ 1 کی مکمل تصدیق کرتا ہے۔ ڈاکٹر (گواہ استغاثہ 4) کا ثبوت، جس نے پوسٹ مارٹم کیا اور متوفی کے شخص پر دو گولیوں کے زخم پائے، بھی مذکورہ بالا دو چشم دید گواہوں کے ثبوت کی تصدیق کرتا ہے۔ اس لیے ہم عدالت عالیہ سے قرارداد ہیں کہ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہا کہ اپیل گزاروں کی طرف سے دو گولیاں چلانے کی وجہ سے جتیندر ناتھ کی موت ہو گئی۔ تاہم، عدالت عالیہ نے اپیل گزاروں کو دفعات 148 اور تعزیرات ہند کے تحت سزا سنانے میں قانونی طور پر جواز پیش نہیں کیا تھا کیونکہ اس کے ذریعے اودیش کے حق میں بری حکم بر آت کے نتیجے میں، تعزیرات ہند کی دفعہ 148 اور 149 کا اطلاق کسی بھی طرح سے نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ استغاثہ کا مثبت معاملہ ہے کہ صرف پانچ ملزم شریک تھے۔ چونکہ، تاہم، جس طریقے سے واقعہ پیش آیا اس سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل گزاروں نے جتیندر ناتھ کے قتلِ عمد کا ارتکاب کرنے کے مشترکہ ارادے کا اظہار کیا تھا، اس لیے وہ تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کی مدد سے قتلِ عمد کی اثباتِ جرم کے ذمہ دار ہیں۔

مذکورہ بالا نتائج پر، ہم تعزیرات ہند کی دفعہ 148 کے تحت اپیل گزاروں کی اثباتِ جرم اور سزا کو کالعدم قرار دیتے ہیں؛ اور تعزیرات ہند کی دفعہ 149/302 کے تحت ان کی اثباتِ جرم کو بدل کر 34/302 کر دیتے ہیں لیکن سابق کے لیے عائد عمر قید کی اثباتِ جرم کو برقرار رکھتے ہیں۔ مندرجہ بالا ترامیم کے ساتھ اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔